باسمہ سبحانہ

قل أطيعوا الله والرسول فإن تولوا فإن الله لا يحب الكافرين
سورۃ آل عمران

فتنۂ انکارِ حدیث

اور

اُس کا پس منظر

از

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

باسمہ سبحانہ

قل أطيعوا الله والرسول فإن تولوا فإن الله لا يحب الكافرين

سورۃ آل عمران

فتنۂ انکارِ حدیث

اور

اُس کا پس منظر

از

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

ناشر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور ۲

پہلی بار عکسی طباعت	:	رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ مئی ۱۹۸۶ء
باہتمام	:	اشرف برادران سلمہم الرحمان
ناشر	:	ادارہ اسلامیات لاہور نمبر ۲
مطبع	:	وفاق پریس
قیمت	:	بمع کرد ہو کارڈ

ادارۂ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ـــ [illegible] مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۳۲۴۳۱۲، ۳۲۴۴۰۵، فیکس ۹۲-۴۲-[illegible]

★ ـــ ۱۹۰ انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ـــ ۲۴۳۹۱، ۳۵۳۲۵۵

★ ـــ موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۲۱۳۴۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید نا الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ و اصحابہ حملۃ الدین المتین وعلیٰ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین -

اما بعد!

دور حاضر کے فتنوں میں انکار حدیث کا فتنہ بھی سر اٹھائے ہوئے ہے - منکرین حدیث کی کتابیں اور رسالے امت مسلمہ میں پھیل رہے ہیں - جو لوگ حضرات علماء حق سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خدمتوں میں حاضر ہوتے ہیں ان کی تقریریں سنتے ہیں - مجلسوں میں بیٹھتے ہیں ان پر تو الحمد للہ گمراہیوں کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا لیکن ایک بہت بڑا طبقہ وہ بھی ہے جن کا حضرات علماء کرام کے پاس آنا جانا نہیں اور ساتھ ہی مطالعہ کرنے کا بھی ذوق ہے، جس کی کتاب ہاتھ لگ جاتی ہے اس کا مطالعہ کر لیتے ہیں - اہل باطل کی بھی کتابیں پڑھنے سے دریغ نہیں کرتے، اور چونکہ ان کی کتابوں کا کاٹ ان کے پاس نہیں ہوتا اور حقیقت حال سے واقف نہیں ہوتے - غلط اور صحیح میں تمیز نہیں کر سکتے اس لیے ان کی تحریروں سے متاثر ہو جاتے ہیں - اور شدہ شدہ ان کے حامی بن کر اہل باطل کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں، ان حالات کے پیش نظر ایک مخلص نے توجہ دلائی کہ ایسے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کوئی مختصر سا رسالہ لکھ دیا جائے - جس میں منکرین حدیث کے زیغ و ضلال کی نشاندہی کی جائے اور ان کی تلبیس و تزویر کا پردہ

چاک کیا جائے، بناءً علیہ احقر نے دوسرے تالیفی مشاغل روک کر یہ مختصر رسالہ تالیف کیا جو ناظرین کے ہاتھوں میں ہے اللہ جل شانہٗ اس کو قبول فرمائے اور گمراہوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے جو صاحب بھی اس سے منتفع ہوں احقر کو اور احقر کے مشائخ کو دعاؤں میں یاد فرمائیں وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وھو علیٰ کل شئی قدیر وبالاجابۃ جدیر،

العبد المحتاج الی رحمۃ ربہ
محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

یہ فتنوں کا دور ہے طرح طرح کے فتنے ظہور میں آرہے ہیں۔ زیغ اور ضلال، زندقہ الحاد، گمراہی اور بے دینی کے داعی طرح طرح کی دعوت دینے کے لیے کھڑے ہیں اور نشرواشاعت کے ذریعہ اپنے زہریلے اثرات مسلمانوں میں چھوڑ رہے ہیں۔ جو شخص ان کے پھندہ میں پھنس جاتا ہے کافر ہوکر کفر کا داعی بن جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے لوگوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

دعاۃٌ علیٰ ابواب جہنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا۔	دوزخ کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو شخص اُن کی دعوت کو قبول کرے گا اُسے دوزخ میں پھینک دیں گے۔

راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صفھم لنا یعنی ان کا حال بیان فرمادیجئے آپ نے فرمایا ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا کہ وہ لوگ ہماری جماعت سے نسبت رکھنے والے ہوں گے، اور اسی طرح کی باتیں کریں گے جیسی باتیں کرتے ہیں ہم[1]

فتنوں کا اجمالی تذکرہ

فتنوں کے داعی نئے نئے روپ دھار کر سامنے آتے ہیں، ان کو علم کا بھی دعویٰ ہوتا ہے، اور اس بات کا بھی کہ جو کچھ ہم

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح صہ۴۶۱ از بخاری ومسلم

کہہ رہے ہیں وہی حق ہے، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جن کے سامنے قرآن مجید نازل ہوا، جنہوں نے حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے قرآن سیکھا، اس کے معانی و مفاہیم سمجھے پھر ان معانی و مفاہیم کو __________ انہوں نے آگے بڑھایا ان سے بڑھ کر قرآن کا عالم کون ہو سکتا ہے۔ لیکن انہیں کے زمانہ میں خوارج کا فرقہ وجود میں آیا۔ جس نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جیسے سابق الاسلام کو راہِ حق سے ہٹا ہوا بتا دیا۔ روافض وجود میں آئے جو اپنے آپ کو شیعان علی کہتے ہیں ان کے فرقے اور مکائد و مفاسد بیان سے باہر ہیں جن کا تذکرہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ انہوں نے بجز چند صحابہ کے تمام صحابہ کو کافر کہہ دیا۔ قرآن مجید نے ان حضرات کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا تمغۂ خوشخبری عطا فرمایا تو اس کی تکذیب کے درپئے ہو گئے۔ قرآن نے تو اعلان فرمایا کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ لیکن روافض یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ کافر تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی عقیدت کا دم بھرنے والوں میں ایک وہ فرقہ بھی تھا جو اُن کو خدا کہتا تھا۔ جب انہوں نے ان لوگوں کو پکڑوا کر زندہ آگ میں ڈال دیا۔ تو جل رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ اب تو آپ کے خدا ہونے کا اور یقین ہو گیا۔

مرجئہ کا فرقہ ظہور میں آیا۔ منکرین تقدیر کی جماعت نکلی، معتزلہ ظاہر ہوئے جن کو علم و فہم کا بڑا دعویٰ تھا۔ اور عقل ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔

انہوں نے اپنی عقل کو سامنے رکھ کر قرآن کی بہت سی تصریحات کا انکار کر دیا۔ اور اپنا نام اہل العدل والانصاف رکھ لیا۔ اور پھر طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوتے رہے جو دبتے اور ابھرتے رہے۔

علمائے حق کی محنتیں۔ حضرات علماء اہل سنت والجماعۃ جو علماء حق ہیں۔ ان کے بارے میں ارشادِ نبوی ؐ ہے۔ لا تزال طائفۃ من أمتی یقاتلون علی الحق ظاھرین إلی یوم القیامۃ[1] انہوں نے ہمیشہ جو بھی لڑائی لڑی، مشقیں اٹھائیں۔ تکلیفیں جھلیں اور امت کو اہل فتن کی فتنہ گری سے باخبر کیا اور بچایا۔ دلائل سے تردید کی اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنی اصلی صورت میں باقی رکھا، اور ہر قرن کے اکابر نے بعد والوں کو صحیح دین پہونچایا۔ قرآن و حدیث کے الفاظ و معانی و مفاہیم ہمیشہ اسلاف نے اپنے اخلاف تک پہونچائے۔

انگریزوں کی کوششیں۔ انگریزوں نے جب غیر منقسم ہندوستان میں حکومت کی بنیاد ڈالی تو اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایسے افراد بنائے جو اسلام کے مدعی ہوتے ہوئے اسلام سے منحرف ہوں۔ اس طرح کے لوگوں نے تفسیر کے نام سے کتابیں لکھیں۔ معجزات کا انکار کیا۔ آیت قرآنیہ کی تحریف کی، بہت سے لوگوں کو انگلینڈ ڈگریاں لینے کے لیے بھیجا گیا۔ وہاں سے وہ گمراہی، الحاد، زندیقیت لے کر آئے۔ مستشرقین نے ان کو اسلام سے

---

[1] صحیح مسلم ص۱۴۳ ج۲، (ترجمہ) میری امت میں سے برابر ایک جماعت موجود رہے گی جو حق پر جنگ کرے گی (اور) یہ لوگ قیامت تک غالب رہیں گے۔

منحرف کر دیا۔ اسلام پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے نفوس میں اثر کر گئے۔ اور علمائے سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے مستشرقین سے متاثر ہو کر ایمان کھو بیٹھے۔ انگریزوں نے اسکولوں اور کالجوں میں الحاد اور زندقہ کی جو تخم ریزی کی تھی اس کے درخت مضبوط اور بار آور ہو گئے اور ان درختوں کی قلم جہاں لگتی چلی گئی وہیں ملحدین اور زندیق پیدا ہوتے چلے گئے۔

قادیانی کی نبوت کاذبہ۔ اسی الحاد و زندقہ، اور زیغ و ضلال کا نتیجہ ہے کہ پنجاب کے ایک شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا، اس کی نبوت کاذبہ پر کثیر تعداد میں لوگ ایمان لے آئے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں۔ اور قرآن پاک کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں۔ لیکن اس دعوٰی کے باوجود قرآن کی صاف تصریح "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کو نہیں مانتے۔ اللہ جل شانہ، نے فخر عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت ختم فرمائی آپ کے بارے میں خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا۔ لیکن مرزائے قادیان اور اس کے متبعین اپنے قلوب کی کجی اور زیغ و ضلال کی وجہ سے اعلان خداوندی کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

مشرقی کا ظہور۔ چالیس پچاس سال پہلے عنایت اللہ مشرقی کا ظہور ہوا۔ اس نے خاکسار تحریک کی بنیاد ڈالی۔ تذکرہ نامی کتاب لکھی، اور اس میں اہل حق کے خلاف راہ اختیار کی۔ کتاب مذکور میں الحاد و زندقہ کی باتیں لکھیں امت کو اہل حق سے دور کرنے کے لیے "مولوی کا غلط مذہب" کے نام سے رسالے شائع کئے، جو اس کی جماعت میں بہت مقبول ہوئے۔ حضرات علماء حق

نے اس کی بھی خوب خبر لی۔ اور امت پر اس کی گمراہی خوب کھول کر واضح کی۔

فتنہ انکار حدیث

جدید فتنوں میں انکار حدیث کا فتنہ بھی ہے۔ یہ فتنہ بظاہر تو نیا ہے لیکن حقیقت میں پرانا فتنہ ہے جس جماعت نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کٹ کر اپنا راستہ علیحدہ بنایا اس نے انکار حدیث کو اپنایا اور آگے بڑھایا۔ اور اپنی گمراہی پر خوشنما لیبل لگایا اور اپنا اچھا نام تجویز کیا۔

قرآن حکیم میں اوامر و نواہی ہیں جن میں بہت سے احکام ایسے ہیں جن کا اجمالی حکم قرآن میں دے دیا گیا اور ان پر عمل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ ان احکام کی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں۔ جو لوگ آزاد منش ہیں اعمال کی بندش میں آنے سے کتراتے ہیں اور ان کا نفس زندگی کے شعبوں میں اسلام کو اپنانے کے لیے تیار نہیں لہذا یہ لوگ حدیث کے منکر ہو جاتے ہیں۔ چونکہ قرآن مجید میں احکام کی تفصیلات مذکور نہیں ہیں اس لیے آزادی کا راستہ نکالنے کے لیے بار بار یوں کہتے ہیں کہ فلاں بات قرآن میں دکھاؤ۔

دور حاضر میں غلام احمد پرویز کو منکرین حدیث کا پیشوا سمجھا جاتا ہے، اس کی کتابوں سے اور "ماہنامہ طلوع اسلام" سے ان لوگوں میں بہت زہر پھیلا ہے جو علماء حق سے دور رہتے ہیں۔ غلام احمد پرویز کی عجیب عجیب باتیں جو سراپا زیغ و ضلال دگمراہی ہیں اس کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ تو

اس دنیا سے رخصت ہوا ۔ اور جہاں جانا تھا وہاں چلا گیا۔ لیکن اس کی باتوں اور تحریروں سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ ایسے پیدا ہو چکے ہیں۔ جو انہیں خطوط پر کتابیں لکھ رہے ہیں ۔جن کی اس نے داغ بیل ڈالی اور جن کی اشاعت کی اور درس دیا ۔چونکہ انسان آزادی نفس کا خوگر ہے۔ اس لیے ان لوگوں کی تحریرات سے وہ لوگ متاثر ہو جاتے ہیں جنہوں نے قرآن وحدیث نہیں پڑھا ۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن کے ماننے والے ہیں ۔ اور دوسروں کو بھی قرآن پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں ۔اپنی باطل تحریرات کو رواج دینے کے لیے انہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھ لیا۔ اور یہی وہ نعرہ ہے جو قرآن نہ جاننے والوں کو ان کی طرف کھینچتا ہے ۔ ہم چند چیزیں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہو گا کہ یہ مدعیان علم حدیث کے منکر تو ہیں ہی قرآن کے بھی منکر ہیں ، دشمنان دین مستشرقین یہود و نصاریٰ نے ان کو مسلمانوں میں بد دینی پھیلانے پر لگایا ہے اور یہ انہی کے شاگرد ہیں انہی کی باتیں زبانی اور تحریری طور پر مسلمانوں میں پھیلاتے ہیں۔

منکرین حدیث کے دعوے اور قرآن مجید سے ان کی تردید

(۱) اس بات کا تو سب کو اقرار ہے کہ قرآن مجید اللہ جل شانہ نے اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے

قرآن پر چلنا ہو تو قرآن کے مطابق چلنا ہو گا۔ اور قرآن کے معانی اور مفاہیم جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ان کو ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم ہو گا۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب تو ہے لیکن اس کا مطلب ہم اپنے پاس سے بیان کریں گے۔ اور جو مطلب ہم بیان کریں گے اسی کے مطابق چلنے میں نجات ہے۔ اگرچہ یہ مطلب قرآن مجید کی تصریحات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ تفسیر کے خلاف ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا شخص قرآن کا ماننے والا نہیں۔ اور وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ قرآن کا نام لے کر مسلمانوں میں کفر پھیلاتا ہے۔

(۲) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول ایک ڈاکیہ اور پوسٹ مین کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا کام کتاب پہونچا دینا ہے، معنیٰ مفہوم بتلا دینا اس کا کام نہیں، جس کے نام خط آئے وہ خود پڑھتا اور سمجھتا ہے، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف پہونچا دینا تھا۔ سمجھنا اور تشریح کرنا ہمارا کام ہے۔ (العیاذ باللہ)

یہ ان لوگوں کی جاہلانہ اپیچ ہے، جب ان کا دعوٰی ہے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں تو پھر ان کو قرآن ہی سے یہ ثابت کرنا تھا کہ قرآن ایک ذاتی خط کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ کہ ہر شخص کو اس کا مطلب اپنی طرف سے بیان کرنے کا اختیار ہے۔ بالفرض اگر قرآن مجید ایک ذاتی خط کی حیثیت رکھتا ہے تو جس جس کے پاس پہونچے گا وہ خود پڑھ کر مطلب سمجھ لے گا۔ اسے منکرین حدیث! تم لوگوں کو اپنے سمجھے ہوئے بلکہ دشمنوں کے سمجھائے

ہوئے مطلب کی دعوت کیوں دے رہے ہو؟ یہ عجیب جاہلانہ بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کا مطلب بتائیں وہ تو قابلِ قبول نہ ہو، اور دورِ حاضر کے لوگ جو یہود و نصاریٰ کے شاگرد ہیں ان کا بتایا ہوا مطلب صحیح ہو جائے۔ (العیاذ باللہ)

قرآن کے بارے میں قرآن ہی کا بیان معتبر ہے، قرآن نے تو یہ نہیں فرمایا کہ میری حیثیت ایک ذاتی خط کی ہے۔ قرآن تو اپنے بارے میں هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ[1] فرمایا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا، اور چونکہ عقل انسانی ہدایت پانے کے لیے ناکافی ہے (اور اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی) لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات و تعلیمات کے مطابق عمل پیرا ہونا لازم ہے۔ اگر کتاب اللہ کے معانی و مفاہیم ہر شخص کی سمجھ کے مطابق تسلیم کر لیے جائیں تو ہر ہر آیت کے معانی سینکڑوں طرح کے تجویز کر دیئے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کی کتاب عقلمندی کے جھوٹے دعویداروں کا کھلونا بن کر رہ جائے گی۔

اعاذنا اللہ من خرافاتھم،

(۳)۔ منکرین حدیث یہ جو کہتے ہیں کہ رسول کا کام سمجھانے اور بتانے کا نہیں ہے وہ تو صرف کتاب پہونچانے والے تھے ان منکروں کا یہ کہنا بھی ...... قرآن کی تصریحات کے خلاف ہے، سورۂ نساء میں ارشاد ہے،

[1] سورۃ بقرہ ع ۲۳

إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ ط ؎۱

بیشک ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو بتایا ہے۔

نیز سورۃ نحل میں ارشاد ہے ؛

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ؎۲

اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کیلئے وہ بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا اور تاکہ لوگ فکر کریں۔

ان دونوں آیات سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف کتاب پہونچانا ہی نہیں تھا۔ بلکہ کتاب کو سمجھانا اور اس کے معانی ومفاہیم کا بیان کرنا بھی منصب نبوت میں شامل تھا۔ یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس وقت تک دنیا میں ضرور محفوظ رہیں گے۔ جب تک مسلمانوں کا وجود رہے گا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے دوامی ہدایت ہے، اور اس ہدایت کے بیان کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی ہے اگر کتاب اللہ باقی رہ جانے والا جائے اور کتاب اللہ کی وہ تشریحات اور احکام کی تفصیلات محفوظ اور

؎۱ سورۃ نساء ع ۱۶ ؎۲ سورۃ نحل ع ۶

باقی نہ رہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں تو کتاب اللہ دوامی ہدایت نہیں رہتی۔ کیونکہ جب تک احکام کی تشریح سامنے نہیں ہو گی عمل نہ ہو سکے گا۔

(۴)۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے نیز اتباع کا حکم فرمایا ہے سورۃ آلِ عمران میں ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝	آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، خدائے تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ ۱	آپ فرمادیجئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر رو گردانی کریں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔

اس آیت سے جہاں اتباع رسول اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہوا وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ ان چیزوں سے روگردانی کرنا اور ہٹنا کفر کی بات ہے، اتباع تابع ہونے کو کہتے ہیں، اور اطاعت فرمانبرداری

---

۱ سورۃ آل عمران ع ۴

کو کہتے ہیں، معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل اور حکم سب واجب الاتباع اور ضروری الاطاعت ہیں، آپ نے جیسا کیا ویسا کریں۔ اور جو حکم دیا اس کی فرمانبرداری کریں۔ یہ عین دین و ایمان ہے اور سراپا اطاعت قرآن ہے، رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ارشاد خداوندی ہے [۱]

(ترجمہ) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

یہاں پہنچکر ملحدوں اور زندیقوں کی ایک بات کی تردید بھی ضروری ہے، جب یہ آیات ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جن میں اطاعت کا حکم ہے، تو اپنے جاہل معتقدین کو یہ سمجھا دیتے ہیں کہ اطاعت رسول کا یہ حکم رسول کی حیثیت سے نہیں تھا۔ بلکہ مرکز ملت ہونے کی حیثیت سے تھا۔ جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو اطاعت ختم ہو گئی "العیاذ باللہ" ان لوگوں کی یہ بات بالکل جاہلانہ ہے، اپنی طرف سے بنائی ہوئی ہے۔ اگر اپنے خیال میں اہل قرآن ہیں تو اپنی اس بات کو قرآن ہی سے ثابت کرنا لازم تھا۔ لیکن ان ملحدوں کا یہ حال ہے کہ جو کچھ چاہتے ہیں اپنی طرف سے کہتے چلے جاتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے جاہل معتقد ان کی ہر بات کو قرآن کا درجہ دیدیتے ہیں، یہ تو قرآن سے اپنا دعویٰ کیا ثابت کرتے البتہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے قرآن ہی سے ان کی جاہلانہ بات کی تردید کرتے ہیں۔

سورۂ نساء میں ارشاد ہے،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا	ای ایمان والو تم اطاعت کرو اللہ

---

[۱] سورۃ نساء ع ۱۱ [۲] سورۃ نساء ع ۸۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ط ۲	کی اور اطاعت کرو رسول کی، اور ان لوگوں کی جو تم میں اولی الامر ہیں

اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا حکم فرمایا پھر امراء مسلمین کی اطاعت کا حکم دیا۔ اگر رسول کی اطاعت کا حکم بحیثیت مرکزِ ملت اور بحیثیت والیِ حکومت کے تھا تو بیچ میں واطیعوا الرسول کے فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا حکم فرمانا کافی تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا مستقل حکم دیا تو معلوم ہوا کہ رسول کی حیثیت مستقل ہے۔ اور ان کی اطاعت اولوالامر ہونے کے علاوہ بھی فرض ہے جسے قرآن مجید میں جگہ جگہ دہرایا گیا ہے،

(۵) ۔ قرآن مجید میں رہتی دنیا تک ہمیشہ کے لیے دین اسلام کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے چنانچہ سورۃ مائدہ میں ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط ۱	آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا، اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر لیا،

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ دین اسلام کامل دین ہے، ہم منکرین حدیث سے سوال کرتے ہیں کہ جب دین کامل ہے اور تمہارے نزدیک رسول

---

۲ سورۂ نساء ع ۸

۱ سورۂ مائدہ ع ۱

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل حجت نہیں ہے (جسے حدیث کہا جاتا ہے) تو تم پورا دین قرآن سے ثابت کرو۔ قرآن مجید میں نماز کا حکم ہے، بتاؤ قرآن کی کون سی آیت میں نماز کی رکعتوں کی تعداد بتائی ہے، اور رکوع اور سجدہ میں پڑھنے کو کیا بتایا ہے، نماز میں نظر کہاں رہے، ہاتھ کہاں رہیں یہ سب قرآن سے ثابت کریں۔

اسی طرح قرآن مجید میں جگہ جگہ زکوٰۃ دینے کا ذکر ہے، زکوٰۃ کتنی فرض ہے؟ کس مال میں فرض ہے؟ کتنے کتنے دنوں یا مہینوں کے فصل سے دی جائے، درمیان میں جو مال آئے اس کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ یہ سب امور قرآن سے ثابت کریں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ نماز کو کھڑے ہو تو ہاتھ پاؤں منہ دھو لو اور سر کا مسح کرو[1]۔ اس کو عوام و خواص سب وضو کہتے ہیں۔ اور احادیث شریفہ میں اس کا یہی نام وارد ہوا ہے۔ اس وضو کے توڑنے والی کیا چیزیں ہیں؟ اس کا جواب قرآن سے دیں۔

قرآن مجید میں حج و عمرہ کے پورا کرنے کا حکم[2] ہے حج کیسے ہوتا ہے؟ کیا کیا کام کرنے پڑتے ہیں؟ کن کن تاریخوں میں کیا عمل ہوتا ہے؟ اس کے کتنے فرائض ہیں؟ احرام کس طرح باندھا جاتا ہے؟ اس کے کیا لوازم ہیں؟ کیا ممنوعات ہیں؟ یہ سب قرآن شریف سے ثابت کریں۔

عمرہ میں کیا کیا افعال ہیں؟ اور اس کا اتمام کس طرح ہوتا ہے؟ وہ

---

[1] سورۃ مائدہ ع ۱ [2] سورۃ بقرہ ع ۲۴۔

بھی قرآن سے ثابت کریں۔ سورۂ توبہ میں نماز جنازہ کا ذکر ہے (ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ[1]) نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ اس کا طریقہ ادا کیا ہے؟ یہ سب قرآن مجید سے ثابت کریں۔ نیز ساتھ ہی کفن دفن کا طریقہ بھی قرآن سے ثابت کریں اور یہ بھی بتائیں کہ میت کو غسل دیا جائے یا نہیں اور اگر دیا جائے تو کس طرح دیا جائے؟ ان سب امور کے بارے میں آیات قرآنیہ میں کہاں کہاں ہدایات مذکور ہیں؟

نکاح انسانی زندگی کی اہم ضرورت ہے۔ انعقاد نکاح کس طرح ہوتا ہے؟ یہ بھی قرآن سے ثابت کریں۔ قرآن مجید میں دیت (خون بہا) کا ذکر ہے[2]۔ قرآن مجید سے ثابت کریں کہ ایک جان کی دیت کتنی ہے؟ اور مختلف اعضا کی دیت کتنی ہے؟ اور مرد و عورت کی دیت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

سارق اور سارقہ (چور اور چورنی) کے ہاتھ کاٹنے کا قرآن مجید میں حکم ہے[3]۔ قرآن مجید سے ثابت کریں کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ (یاد رہے کہ عربی میں ید انگلیوں سے لے کر بغل تک پورے ہاتھ پر بولا جاتا ہے) اور کتنا مال چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے، کیا ایک چنا اور ایک لاکھ روپے چرانے کا ایک ہی حکم ہے؟ پھر اگر دوسری بار چوری کرلی تو کیا کیا جائے؟ ان سب امور کا جواب قرآن مجید سے دیں۔

نیز قرآن مجید میں زانی اور زانیہ کو ماۃ جلد (سو ضرب) مارنے کا حکم[4] دیا ہے۔ یہ ضرب کس چیز سے ہو؟ متفرق ہو یا بیک وقت متواتر ہو؟

---

[1] توبہ ع ۱۱ [2] سورۂ نساء ع ۱۳ [3] سورۂ مائدہ ع ۶ [4] سورۂ نور ع ۱

یہ سب قرآن مجید سے ثابت کریں ۔ منکرین حدیث ان سوالات کے جوابات قرآن سے دیں اور یہ یقین ہے کہ وہ جوابات قرآن سے نہیں دے سکتے ، لہذا یہ اقرار کریں کہ دین اسلام کو جو قرآن نے کامل بتایا یہ اسی طرح سے ہے کہ قرآن کے ساتھ حدیث پر بھی عمل کیا جائے اور یہ بھی تسلیم کریں کہ ......

قرآن مجید پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریحات کے بغیر عمل نہیں ہو سکتا اور یہ بھی اقرار کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال حجت ہیں۔ اور یہ بھی اقرار کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات محفوظ ہیں۔ اگر وہ ہم تک نہ پہونچے ہوں تو اب قرآن پر عمل ہونے کا کوئی راستہ نہیں رہتا اگر اس وقت قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ تو قرآن دوامی کتاب نہ رہی ۔

(والعیاذ باللہ)

اور اگر حدیث کو حجت نہیں مانتے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف قرآن سے دین کیسے کامل ہوا ؟ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ دین اسلام کامل ہے، اور بے شمار احکام ہیں جو قرآن میں نہیں۔ اور جو احکام قرآن میں مذکور ہیں۔ وہ مجمل ہیں۔ بغیر تشریح اور تفسیر کے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دشمن یہ سوال کرلے کہ قرآن کا فرمان ہے کہ دین اسلام کامل ہے لیکن اس میں تو نماز کی رکعتوں کا ذکر بھی نہیں ہے ۔ اور حج کا طریقہ بھی نہیں بتایا وقوف عرفات کی تاریخ بھی نہیں بتائی۔ دیت کی مقدار بھی نہیں بتائی وغیرہ وغیرہ تو پھر کیسے کامل ہوا۔ اس سوال کا جواب ملحدو اور منکرو تمہارے پاس کیا ہے ؟ کیا انکار حدیث کے گمراہانہ دعوے کی پیچ میں دین اسلام کو ناقص مان لوگے ؟

(۶) منکرینِ حدیث اٹکل پچو بہت سی جاہلانہ باتیں کرتے ہیں۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلانی بات قرآن میں نہیں ہے لہذا دین میں نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے دین میں شامل فرمانا ہوتا تو اس کا حکم بھی نازل فرما دیتا۔ کیا اللہ کو یہ حکم نازل کرنے کی قدرت نہیں تھی؟ اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کیوں دلوایا؟

ان جاہلوں کو اپنے خیال میں قرآن سے عقیدت ہے لیکن قرآن کے نازل فرمانے والے کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنانے میں ذرا بھی باک محسوس نہیں کرتے وہ خالق و مالک ہے، اسے سب کچھ اختیار ہے۔ اگر اس نے کتاب نازل فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اس کی تشریح و تفسیر عائد فرما دی اور بہت سے احکام آپ کی زبانی بیان کروا دیئے تو اس سے ناگواری کیوں ہے؟ خدائے تعالیٰ پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ قرآن ماننے کے دعویدار بھی ہو اور کفریہ باتیں بھی کرتے ہو۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ط

(۷) ۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت بتاتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ،[۱] (یعنی رسول نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں، اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال قرار دیتے ہیں۔ اور گندی چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں)

---

[۱] سورۂ اعراف ع ۱۹ ۔

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال قرار دینے والا اور حرام قرار دینے والا بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو یہ عہدہ دیا کہ آپ کی زبان مبارک سے جس چیز کی حلت کا اعلان ہو گیا وہ حلال ہے اور جس کو آپ نے حرام فرما دیا وہ حرام ہے۔ لیکن منکرین حدیث کو یہ گوارہ نہیں، ان کو خداوند قدوس کی ذات اقدس پر یہ اعتراض ہے کہ رسول کو صرف چٹھی رساں اور ڈاکیہ کا عہدہ کیوں نہیں دیا گیا؟ اس سے بڑھ کر آپ کی حیثیت کیوں بڑھائی؟ آپ کے ذمہ قرآن کی تفہیم و تشریح کیوں کی؟ اور آپ کو تحریم تحلیل کا اختیار کیوں دیا گیا؟ یہ ہیں اپنے خیال میں قرآن کے ماننے اور جاننے والے! اللہ تعالیٰ ان ملحدوں کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

(۸) قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ط [1]	البتہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے (یہ) اس شخص کے لیے ہے جو اللہ سے امید رکھتا ہو اور آخرت والے دن کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہو،

اس آیت شریفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۃ بتایا ہے، اسوہ عربی زبان میں اس کو کہتے ہیں جس کی اقتداء کی جائے اس کی بات کو مانا جائے

---

[1] سورۂ احزاب ع ۳ ۔

اور اس کے امر کے مطابق عمل کیا جائے۔ اس آیت کے مطابق مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا اقتداء کریں۔

(۹) قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ [۱]

اور کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کے لیے یہ گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں تو ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ واضح گمراہی میں پڑ گیا۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی حکم دیدیں تو کسی مؤمن مرد یا مؤمن عورت کو یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ اسے کریں یا نہ کریں۔ بلکہ اس کو کرنا ہی ہوگا، پھر یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سراسر صریح گمراہی ہے،

(۱۰) نیز قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

سو جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اس بات سے ڈریں کہ ان کو کوئی فتنہ پہنچ جائے یا کوئی درد

---

[۱] سورۂ احزاب ع ۵۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؕ[1] | ناک عذاب ان کو پہنچ جائے۔

اس آیت کریمہ میں امر رسول کی مخالفت کو فتنہ اور عذاب کا سبب بتایا ہے۔

(۱۱) نیز قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ؕ[2]

البتہ یہ حقیقی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک پیغمبر بھیجا، جو اُن پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاکیزہ بناتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، اور بالیقین یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے،

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف کتاب پہنچانا ہی نہیں تھا۔ کتاب پڑھ کر سنانا بھی تھا۔ اور کتاب سکھانا بھی تھا۔ نیز لوگوں کا تزکیہ کرنا بھی آپ کی بعثت کے مقاصد میں سے تھا۔ نفس کو رذائل سے پاک کرنے کو تزکیہ کہا جاتا ہے، یہ تزکیہ صرف کتاب ہاتھ میں دیدینے سے نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے رذائل نفس پر بار بار متنبہ کرنا پڑتا ہے، تدبیریں بتانی ہوتی ہیں، مشورے دینے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اتنے مقاصد بتا دیئے لیکن منکرین حدیث قرآن کی اس بات سے راضی نہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول ایک پوسٹ مین کی حیثیت رکھتا ہے،

[1] سورۂ نور آخری رکوع۔ [2] سورۂ آل عمران ع ۱۷

اعاذنا اللہ من ضلالھم۔

(۱۲) یہ تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے، قرآن نے خود اپنے بارے میں بتایا ہے کہ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ؕ[1]

نیز ارشاد ہے، اِنَّا انزلناہ قرءٰنًا عربیا لعلکم تعقلون ؕ[2]

دنیا میں نزولِ قرآن سے صدیوں پہلے سے عربی زبان رواج پذیر تھی، نزول قرآن کے وقت فصاحت و بلاغت بلندیوں پر پہنچی ہوئی تھی۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک عربی زبان زندہ ہے۔ عربی لغات پر زمانہ قدیم سے کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ علم صرف، اور علم اشتقاق پر کتابیں موجود ہیں۔ علم نحو قرآن ہی کی وجہ سے مدوّن ہوا، ان علوم کے ماہرین ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص عربی زبان کے معانی و مفاہیم بدل دے اور خود اپنی تراشیدہ لغات سے تفسیر کے نام پر قرآن کی تحریف کرے، تو اس کے کفر ضلال کے لیے یہی کافی ہے۔

پرویز کی تحریفات۔ اب آپ کو منکرین حدیث کے ایک داعی یعنی پرویز کی تحریفات سے متعارف کرائیں۔

(الف)۔ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں اللہ اور رسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد مرکز نظام حکومت ہے، (معارف القرآن ج ۴ ص ۶۳۲)۔ مؤلفہ پرویز)

---

[1] امانت دار فرشتہ اس کو لے کر آپ کے قلب پر اترا، تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں۔ صاف واضح عربی زبان میں (سورۃ شعراء آخری رکوع)

[2] بیشک ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان والا تاکہ تم سمجھو، (سورۂ یوسف رکوع ۱)

اور فرمایا کہ قرآن کریم میں مرکز ملت کو اللہ اور اس کے رسول سے تعبیر کیا گیا،

(ایضاً صـ ۶۳۱)

دیکھا آپ نے لفظ "اللہ" اور لفظ "رسول" کا کیا مطلب تجویز کیا۔
دروغ گورا حافظہ نباشد، اس سے تو خداوند قدوس کا انکار ہی لازم آگیا۔
جب خدا ہی نہیں تو پھر قرآن کتاب کس کی؟ اور کس نے اتاری؟ اور رسول کا مفہوم
بھی جب مرکز ملت ہی ہے تو وہ بھی کوئی شخصیت نہ رہی۔ پھر وہ بھی کوئی نہ رہا
جس پر کتاب اتری، یہ ہے قرآن کا نام لے کر قرآن کے خلاف نظریات پھیلانے والوں
کا حال کس چابک دستی سے قرآن اتارنے والے کا انکار کیا۔ اور جس پر قرآن اترا اس
کے بھی منکر ہوئے اور عربی زبان پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ عربی زبان میں لفظ "اللہ"
اور لفظ "رسول" کا ترجمہ اور مطلب کسی صاحب لغت نے وہ نہیں بتایا جو پرویز صاحب
نے تجویز کیا ہے۔ جس زمانہ میں پرویز صاحب کی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ پاکستان
میں ایسے حکام موجود تھے جن کو راضی رکھنے کی ضرورت تھی۔ پرویز صاحب نے ان
حکام ہی کو خدا اور رسول کا مصداق بتا دیا۔ چاہے دین ایمان ہی چلا جائے
مگر حکام راضی ہو جائیں۔

دوسرے الفاظ میں خداوند قدوس کے وجود کا انکار ملاحظہ فرمائیے۔
پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ "چونکہ خدا عبارت ہے ان صفات عالیہ سے
جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے قوانین خداوندی کی
اطاعت درحقیقت انسان کی اپنی فطرت عالیہ کے نوامیس کی اطاعت ہے،

(معارف القرآن ج ۴ صـ ۴۲۰")

دیکھا آپ نے خداوند قدوس کی ذات اقدس کا انکار کس طرح کیا گیا ہے؟

(ب) اب جنت وجہنم کے بارے میں پرویز صاحب کی تحریر پڑھیئے ۔ فرماتے ہیں کہ بہر حال مرنے کے بعد جنت وجہنم مقامات نہیں ہیں ۔ انسانی ذات کی کیفیات ہیں ۔ (لغات القرآن مؤلفہ پرویز ج ۱ ص ۴۴۹)

پرویز صاحب نے اس عبارت میں ایک تو جنت و دوزخ کے لغوی معنیٰ بدل دیئے ، اور اپنی طرف سے ان کو انسانی ذات کی کیفیات قرار دیدیا ۔ دوسرے قرآن مجید کو جھٹلا دیا ۔ قرآن نے تو جنت کے لیے ۔

"حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۔"[1] اور دوزخ کے لیے ۔ اِنَّهَا سَاۗءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۔"[2] فرمایا ہے اور دونوں کو مقام قرار دیا ۔ اور دونوں کے دروازے بھی بتائے ہیں ۔ (دیکھو سورۂ زمر کا آخری رکوع)

پرویز صاحب کی تالیف "لغات القرآن" کا نمونہ آپ نے دیکھ لیا ۔ عربی الفاظ کے خود ساختہ معانی تجویز فرماتے ہیں ۔ اور ان ہی خود ساختہ معانی کے ذریعہ قرآن کے معانی ومفاہیم متعین کر دیئے ۔ دعویٰ ہے قرآن دانی کا مگر قرآن کے نام پر ذاتی کفریہ انکار کی اشاعت ہو رہی ہے ۔ اعاذنا اللہ من تحریفاتہم ۔

(ج) اب فرشتوں کے بارے میں پرویز صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیے ۔ فرماتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ان مقامات میں ملائکہ سے مراد وہ نفسیاتی محرکات ہیں جو انسانی قلوب میں اثرات مرتب کرتے ہیں ۔

(ابلیس وآدم از پرویز ص ۱۹۵)

---

[1] ، [2] سورۂ فرقان آخری رکوع ۔

جبرئیلؑ کے بارے میں پرویز صاحب نے فرمایا "انکشاف حقیقت کی روشنی کو جبرئیلؑ سے تعبیر کیا گیا، (ایضاً صد ۲۸۳)

دیکھا آپ نے ملائکہ، جبرئیل کا مفہوم کس طرح خود تجویز کیا؟ اور لغات کے معانی کس طرح اپنے پاس سے تراشے؟

(د) - معراج کے بارے میں پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ خیال ہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا نہیں تو حضور کی شب ہجرت کا بیان ہے اس طرح مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبویؐ ہوگی - جسے آپ نے وہاں جاکر تعمیر فرمایا۔

(معارف القرآن از پرویز ج ۴ صد ۴۳۶)

اس عبارت میں اوّل تو معراج کو خواب کا واقعہ بتایا وہ بھی صرف شک یعنی "اگر" کے ساتھ دوسرے مسجد اقصیٰ کے سفر کی نفی کر کے قرآن کو جھٹلایا - قرآن نے تو فرمایا کہ راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا۔ لیکن پرویز صاحب قرآن کو جھٹلا رہے ہیں، اور اپنی اٹکل سے یوں کہہ رہے ہیں کہ مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبویؐ ہوگی، لفظ "ہوگی" پر غور فرمائیے - اپنی خام خیالی سے قرآن کے بیان کی تردید کر رہے ہیں - قرآن نے تو فرمایا کہ جس رات میں مسجد حرام سے سفر شروع ہوا تھا اسی رات میں مسجد اقصیٰ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا تھا - پھر مسجد اقصیٰ سے مسجد نبویؐ کیسے مراد ہو سکتی ہے؟ جب کہ آپ نے واقعہ معراج کے کئی سال بعد تعمیر فرمائی......

یہ چند باتیں ہم نے ناظرین کی خدمت میں پیش کی ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ پرویز صاحب اور ان کے شاگرد اور ہم نوا و ہمدرد سب کے سب قرآن

کے جھٹلانے والے اور قرآن کے خود تراشیدہ معانی و مفاہیم کے گرد گھومنے والے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ہم ہی قرآن ماننے والے اور قرآن کے سمجھنے والے ہیں یہ سب سراسر جھوٹ ہے اور فریب ہے۔

حدیث کا انکار درحقیقت آزادیٔ نفس کے لیے ہے، اور انکارِ حدیث کے پلیٹ میں انکارِ قرآن بھی مضمر ہے۔ اور یہ لوگ عجمی سازش کا شکار ہیں۔ اپنے عجمی استادوں یعنی یورپ و امریکہ کے یہود و نصاریٰ کے اشاروں سے گمراہی اور زندقہ پھیلا رہے ہیں۔ اگر قرآن کے ماننے والے ہوتے تو بحکمِ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کو لازم قرار دیتے۔ اور احادیث شریفہ پر عمل کرنے کی تلقین کرتے، ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ مسلمانوں کو دین ایمان سے دور کرنے کے لیے بعض موضوع احادیث کو پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو یہ حدیث ہے، اور بعض مرتبہ ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جن کے سمجھنے سے خود قاصر رہ گئے۔ حدیث جاننے والوں کے پاس سمجھنے نہ گئے اور اپنی ناسمجھی کو بنیاد بنا کر عامۃ المسلمین کے سامنے آتے ہیں کہ یہ حدیث ہے عقل سے باہر ہے، ارے ظالمو! عقل سے باہر نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری عقل اس کو سمجھنے سے کوتاہ ہے۔

اگر یہ لوگ قرآن پر چلنے والے ہوتے تو خشوع کے ساتھ نماز پڑھتے (جیسا کہ سورۂ مؤمنین میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔) اور راتوں کو اٹھ کر اوقاتِ سحر میں اللہ سے معافی مانگتے، (وبالاسحار ھم یستغفرون)[1] اور تقویٰ سے متصف ہوتے جس کا قرآن شریف میں جگہ جگہ حکم ہے اللہ تعالیٰ سے دعائیں

---

[1] سورۂ ذاریات ۱۸

مانگنے میں وقت خرچ کرتے جس کا سورۂ مومن میں حکم ہے۔ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ) ذکر اللہ کی کثرت کرتے لیٹے بیٹھے کھڑے ہوئے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے جس کا ذکر سورۂ نساء[1] میں ہے سفر و حضر میں نماز کا اہتمام کرتے لیکن یہ چیزیں تو ملاّ نے اپنا رکھی ہیں ان کو کیسے اختیار کر سکتے ہیں؟ قرآن کا کوئی عمل ان کے اندر نہیں اور اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں اور ساتھ ہی قرآن کو جھٹلاتے بھی ہیں۔

قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ حرام ہے؟ نفس پرستوں نے یہ بات بھی چلا رکھی ہے کہ قرآن نے فلاں کام کو حرام نہیں فرمایا۔ لہٰذا ہم اسے کرتے رہیں گے، ایک صاحب نے بتایا کہ ایک شخص دھڑلّے سے شراب پیتا ہے، اور وہ یہ کہتا ہے کہ بتاؤ قرآن نے شراب کو کہاں حرام کیا ہے؟

پہلا سوال تو ان لوگوں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی کس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ میں جسے قرآن میں حرام بتاؤں بس اسی سے بچنا۔ اور میں جسے قرآن میں حرام نہ کہوں اسے کرتے رہنا، قرآن نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حلال قرار دینے والا اور حرام قرار دینے والا بتایا ہے۔ جس کی تصریح سورۂ اعراف میں موجود ہے، (يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ) لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو حرام فرمایا از روئے قرآن وہ بھی حرام ہے،

دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی چیز کی ممانعت کے لیے کیا لفظ حرام ہی کا ہونا ضروری ہے، اگر کسی چیز کے حلال ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا کہ قرآن نے اسے

---

[1] سورۂ نساء ع ۱۵

حرام نہیں کہا تو زنا بھی حلال ہو جائے گا۔ اور چوری بھی حلال ہو جائے گی اور ڈکیتی بھی حلال ہو جائے گی، کیونکہ قرآن نے ان کے بارے میں حرام کا لفظ استعمال نہیں فرمایا ہاں ان کی سزائیں بتائی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ ان کی سزائیں بتائی ہیں اس لیے حرام ہیں تو اس سے وہ قاعدہ ٹوٹ گیا۔ جو خود تجویز کیا تھا کہ قرآن جسے لفظ حرام سے منع کرے وہی حرام ہوگا۔

اب قرآن کی تصریح بابت حرمت شراب ملاحظہ فرمائیں، ارشاد ربانی ہے۔

یٰایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۝ انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۝ (پ ۷، رکوع نمبر ۲)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بات یہی ہے کہ (۱) شراب اور جوا اور بت اور (جوا کھیلنے کے) تیر گندی چیزیں ہیں۔ (۲) شیطان کے کاموں میں سے ہیں۔ (۳) سو تم ان سے بچو، (۴) تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، (۵) شیطان تو یہی چاہتا ہے۔ کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ دشمنی اور بغض واقع کر دے، (۶) اور تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے، (۷) سو کیا تم باز آؤ گے۔

اس آیت شریفہ میں سات وجوہ سے شراب کی ممانعت فرمائی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی شرابی یوں کہتا ہے کہ چونکہ قرآن میں شراب کی حرمت نہیں آئی ہے اس لیے پیتا رہوں گا۔ تو وہ اپنی جان کا دشمن ہے۔ کوئی منکر مانے یا نہ مانے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنائے ہی دیتا ہوں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِّمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ[1]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے جو نشہ لانے والی چیز پیتا ہے اپنے ذمہ یہ بات کر لی ہے کہ اسے طینۃ الخبال سے پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے آپ نے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ یا (فرمایا) دوزخیوں کے جسم کا نچوڑ۔

جو لوگ اپنی اس جاہلانہ بات پر ضد کر رہے ہیں کہ وہ سب کچھ حلال ہے جس کے بارے میں قرآن نے حرام نہیں فرمایا ہے، ان سے ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ قرآن نے تو پیشاب پینے اور پاخانہ کھانے اور کتا، گدھا، کھانے کو بھی حرام نہیں فرمایا۔ تو کیا ان چیزوں کو بھی کھا پی جاوگے، جس قانون سے یہ چیزیں حرام ہیں اسی قانون سے شراب بھی حرام ہے۔ اور ہر وہ چیز حرام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصولی طور پر یا کسی چیز کا نام لے کر متعین کر کے حرام قرار دے دیا۔

---

[1] رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں

احادیث شریفہ میں اعتقادیات اور عبادات کی تفصیلات کے ساتھ دیگر جامع تعلیمات بھی ہیں، مکارم اخلاق، اجتماعیات کے اصول، محاسن اعمال کے سلسلہ میں جو ارشادات کتب حدیث میں پائے جاتے ہیں ایک ہوشمند اور عقلمند آدمی ان کو دیکھ کر اس امر کے ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشادات ہیں۔ ان کی جامعیت اور نورانیت اور فصاحت و بلاغت سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ کلام نبی ہی کا کلام ہے، کسی دوسرے کا کلام نہیں، اس بات کے سمجھنے کے لیے قلب سلیم اور چشم بینا چاہئے۔ جس سے منکرین و معترضین خالی ہیں۔

ایک اہم بات اور قابل ذکر ہے۔ اور وہ یہ کہ کتب حدیث میں بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں مروی ہیں۔ جو اپنے موقعہ پہ صادق ہوتی رہی ہیں۔ اور ان میں سے کثیر تعداد میں وہ ہیں جو اب ہو بہو سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ اگر یہ حدیثیں مولویوں نے گھڑ لی ہیں (العیاذ باللہ) جیسا کہ منکرین حدیث کہتے ہیں تو یہ پیش گوئیاں کیوں صحیح ثابت ہو رہی ہیں، ان پیشین گوئیوں کا صحیح ثابت ہونا ہی احادیث شریفہ کے محفوظ ہونے کی مضبوط دلیل ہے، جو دشمنان دین کے شکوک و شبہات ختم کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اب ایک پیشین گوئی خود منکرین حدیث کے بارے میں سنیئے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ | حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ

الکِنْدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَسَلَّمَ قَالَ یُوْشِکُ الرَّجُلُ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یُحَدَّثُ بِحَدِیْثٍ مِّنْ حَدِیْثِیْ فَیَقُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ اِسْتَحْلَلْنَاہُ وَمَا وَجَدْنَا مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاہُ اَلَا وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ۔[1]

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایسا ہو گا کہ ایک شخص اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو گا اس سے میری حدیث بیان کی جائے گی تو کہے گا۔ کہ ہمارے تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں جو ہم حلال پائیں گے اسے حلال مانیں گے اور اس میں جو حرام بتایا گیا ہے اسے ہم حرام سمجھیں گے (یہ فرما کر آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ) خبردار جس چیز کو اللہ کے رسولؐ نے حرام فرمایا ہے وہ انہیں چیزوں کی طرح حرام ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔

اس حدیث مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی کا ذکر ہے۔ جس میں جامع اور مختصر کلمات میں منکرین حدیث کے ظہور کی خبر دی ہے۔

---

[1] رواہ ابن ماجہ (باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص والتغلیظ علی من عارضہ ص

اور اُن کا حال بھی بتایا ہے کہ یہ لوگ تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تکبر کے انداز میں انکار حدیث کریں گے۔ درحقیقت منکرین حدیث اگر انصاف پسند ہوتے تو صرف اسی ایک حدیث کو دیکھ کر انکارِ حدیث سے توبہ کر لیتے۔

مذکورہ بالا حدیث میں جہاں یہ خبر دی کہ منکرین حدیث پیدا ہوں گے وہاں یہ بھی بتایا کہ وجہ انکار دولت یا حکومت کا نشہ ہوگا، مسند پر متکبرانہ انداز میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور حدیث کا انکار کریں گے۔

ایک حدیث میں علی اریکتہ کے ساتھ لفظ شبعان عــ۵ بھی مروی ہے یعنی پیٹ بھرا آدمی تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور حدیث کے ماننے سے انکاری ہوگا۔ قربان جائیے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے، جنہوں نے انکارِ حدیث کا سبب بھی ساتھ ہی ساتھ بتا دیا۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جو لوگ حدیث کے منکر ہیں وہی لوگ ہیں جو پیٹ بھرے ہیں۔ اور آرام دہ کرسیوں پہ بیٹھ کر احادیث شریفہ کا مذاق اڑاتے ہیں بیچارے تنگدست، سادہ لوح، مخلص بندوں کو نہ کفریہ باتیں سننے کی فرصت ہے، اور نہ ان کے پاس منکرین حدیث کا لٹریچر خریدنے کے پیسے ہیں۔ ان کے دلوں کی گہرائیوں میں الحمد للہ ایمان بیٹھ چکا ہے کسی فریبی کا جال انہیں زندیقیت میں نہیں پھانس سکتا،

منکرین حدیث نے جو لفظ "اہل قرآن" کا خوشنما لیبل لگا رکھا ہے۔ اس کا ذکر بھی سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی میں موجود ہے، کہ

عــ۵ سنن ابوداود صـ۲۷۶ ج ۲

جب ان کے سامنے حدیث پیش کی جائے گی۔ تو یوں کہیں گے۔ بیننا و بینکم کتاب اللہ عز و جل (یعنی ہمارے تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ اتباع قرآن اور خدمت قرآن کا نعرہ لگا کر حدیث کا انکار کریں گے، پیشین گوئی کا یہ جزو بھی ہو بہو صادق آرہا ہے، حدیث کے انکار کرنے والوں نے قرآن کے نام کو انکار حدیث کے لیے آڑ بنا رکھا ہے،

حضرت امام ابوداود اپنی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ۔

قال معاذ بن جبل یوما إن من ورائکم فتنا یکثر فیها المال و یفتح فیه القرآن حتی یأخذه المؤمن والمنافق والرجل والمرأة والکبیر والصغیر والعبد والحر فیوشك قائل أن یقول ما للناس لا یتبعونی و قد قرأت القرآن ما هم بمتبعیَّ حتی أبتدع لهم غیره فایاکم وما ابتدع فان ما ابتدع ضلالة[1]

حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا کہ تمہارے بعد فتنے ہوں گے جن میں مال زیادہ ہو جائے گا اور قرآن کھول دیا جائے گا حتیٰ کہ مومن اور منافق اور عورت اور مرد اور چھوٹے اور بڑے اور غلام اور آزاد سب ہی قرآن پڑھنے لگیں گے (قرآن پڑھنا تو اچھی بات ہے۔ لیکن اگلی بات غور کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ) ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کیا بات ہے لوگ میرے پیچھے نہیں چلتے حالانکہ میں قرآن پڑھتا ہوں۔ یہ لوگ اسی وقت میرا اتباع کریں گے جبکہ میں ان کے لیے قرآن کے علاوہ

[1] سنن ابوداؤد ص ۲۷۲ ج ۲

کوئی نئی بات نکالوں، تو سمجھ لو کہ

یہ شخص جو نئی بات نکالے گا اس سے تم دور رہنا۔ اس کی نئی نکالی ہوئی بات گمراہی ہوگی۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا، دور حاضر میں یہی ہو رہا ہے۔ کہ جن کے دلوں میں قرآن کی ذرا محبت نہیں وہ قرآن دانی کے دعویدار بنے ہوئے ہیں، اور قرآن کی تحریف پر تلے ہوئے ہیں، اگر پرانی تفسیروں کو سامنے رکھ کر تفسیر کریں تو اس میں کوئی جدت نہیں ہوئی، اور لوگ ان کے معتقد نہیں ہوتے، لہٰذا ایسی بات کہتے ہیں جو نئی ہو، قرآن کی تصریحات کے خلاف ہو اور جسے وہ لوگ قبول کر لیں جنہوں نے قرآن نہیں پڑھا اور اس کے معانی و مفاہیم سے بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ ان نئے محققوں کے شر سے امت کو بچائے، آمین۔

سبیل المومنین کا اتباع بھی فرض ہے

سورۂ نساء کی آیت ذیل پڑھئے اور اس کا ترجمہ ذہن میں بٹھا لیئے

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے،

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ
يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى
وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ

اور جو شخص رسول کی مخالفت کریگا اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت ظاہر ہو چکی اور مومنین کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔ تو جو کچھ وہ کرتا ہے ہم اس کو کرنے

مَصِیْرًا ۝ ۱؎ | دیں گے اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے ۱؎

غور کرنے کی بات ہے کہ اس آیت کریمہ میں نہ صرف یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو دوزخ کے داخلہ کا سبب بتایا ہے۔ بلکہ مؤمنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر بھی دوزخ کے داخلہ کی خبر دی ہے، قرآن مجید کا مطلب اور عقائد و اعمال کی تفصیلات جو حضرات صحابہ سے لے کر ہر زمانے کے علماء اور صلحاء و مشائخ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں ان کو ماننے والا اور ان کے مطابق چلنے والا جنتی ہے اور اُن کا منکر دوزخی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جن واسطوں سے ہم تک قرآن کریم کے الفاظ پہنچے ہیں انہیں کے ذریعہ قرآن مجید کی تشریح و تفسیر بھی پہنچی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، اور جو آپ سے سمجھ کر آپ کے صحابہ رضؓ نے تابعین کو بتائی اور پھر انہوں نے آگے روایت، جو شخص ان واسطوں کو درمیان سے نکال کر اپنی طرف سے دین کی تشریح کرے گا یا قرآن مجید کی تفسیر لکھے گا بلاشبہ گمراہ ہوگا۔ اور دوزخ میں جائے گا۔ منکرین حدیث تو یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حجت نہیں، اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور اطاعت کے ساتھ مؤمنین کے اتباع کا بھی حکم دیدیا۔

گمراہی کی دعوت دینے والے بعض مرتبہ یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم گمراہ ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہی کی دعوت کیوں دینے دیتا ہے؟ ان باتوں کی دعوت دینے پر اللہ تعالیٰ ہمیں ہلاک کیوں نہیں فرما دیتا؟ آیت بالا میں اس کا بھی جواب

۱؎ سورۂ نساء ع ۱۷

دے دیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی فرماکر یہ بتایا ہے کہ جو شخص گمراہی کے راستہ پر چلتا ہے تو ہم اسے چلنے دیتے ہیں کیونکہ یہ دنیا ابتلاء اور امتحان کی جگہ ہے دنیا میں ایمان بھی ہے اور کفر بھی ہے، اگر کسی کام پر جبر کیا جائے تو اختیار باقی نہ رہنے کی وجہ سے دنیا دارالامتحان نہ رہے گی۔ جو شخص گمراہی کو اختیار کرتا ہے اور تنبیہ کرنے والوں کی تنبیہ پر بھی واپس نہیں آتا۔ اللہ جل شانہٗ اس کے دِل میں مزید زیغ اور گمراہی ڈال دیتے ہیں، جیسا کہ سورۂ صف میں ارشاد فرمایا،

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ [۱]

دنیا میں جو شخص اپنے لیے ہدایت کو اختیار کرے گا اس کی اسی پر مدد کی جائے گی اور اسی کے مطابق اس کے لیے اللہ کی طرف سے آسانی فراہم ہوتی رہے گی اور جو شخص اپنے لیے گمراہی کو اختیار کرے گا اس کے لیے گمراہی کے راستے کھلتے رہیں گے اور آخرت میں ہر شخص اپنے عقائد و اعمال کے اعتبار سے جنت یا دوزخ میں چلا جائے گا۔

آیت بالا سے واضح طور پہ یہ معلوم ہوا کہ مؤمنین کے راستہ کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کرنا دوزخ میں لے جانے والا ہے،

یہ کتنی بڑی زبردست گمراہی ہے کہ منکرین حدیث حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کے خلاف قرآن کا مطلب بتاتے ہیں۔ اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کو ہم ہی نے سمجھا اور اب تک اس کی تفسیریں غلط ہوتی رہی ہیں، بھلا جو لوگ قرآن کے اولین مخاطب تھے اور عربی زبان جن کی

---

[۱] سورۃ الصف ع ۱

اپنی مادری زبان تھی ۔ وہ تو قرآن نہ سمجھے اور نہ ان کے بعد میں آنے والوں میں سے کوئی قرآن سمجھا یا مگر یہ دورِ حاضر کے نام نہاد "اہل قرآن" جو نہ عربی جانتے ہیں نہ صرف و نحو سے واقف ہیں نہ بلاغت و فصاحت سے انکو کوئی واسطہ ہے اور نہ انہیں صیغوں کی پہچان ہے نہ مواد اشتقاق سے باخبر ہیں نہ حروف اصلیہ اور زائدہ میں فرق کر سکتے ہیں یہ قرآن کے جاننے والے ہو گئے؟ ان کی باتیں اور ان کے عقائد و تحریرات اور بیانات مؤمنین کے راستہ کے علاوہ ہیں اور حسب فرمان خداوندی یہ لوگ مستحق دوزخ ہیں ۔

شاید یہاں پہنچکر کوئی ملحد و زندیق یوں کہے کہ ملاؤں نے دوزخ الاٹ کرنے کا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے جس کو چاہتے ہیں دوزخی بتا دیتے ہیں ۔

ناظرین! آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ مولوی کا الاٹمنٹ نہیں ہے ۔ مولوی تو مبلغ ہے جو خداوند قدوس کا پیغام پہنچا رہا ہے ۔ سورۃ نساء کی آیت بار بار پڑھیں اور غور سے پڑھیں ۔

کافر بنانا یا بتانا

گمراہی کے داعیوں کے خلاف حضرات علماء اہل حق کی طرف سے جب کوئی مضمون شائع ہوتا ہے اور عامۃ المسلمین کو گمراہوں کی گمراہی پر متوجہ کیا جاتا ہے ۔ تو یہ گمراہ لوگ علماء حق کی آواز دبانے کے لیے اپنے ماننے والوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ملاؤں کا کام ہی یہ رہ گیا ہے کہ جو شخص کوئی تحقیق کے اصول پر کچھ لکھے یا بولے تو اسے کافر بنا

دیتے ہیں، درحقیقت علماء کرام کسی کو کافر نہیں بناتے کفریہ عقائد اور کفریہ کلمات و مضامین کی وجہ سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے، حضرات علماء کرام کافر بناتے نہیں کافر بتاتے ہیں، یعنے جو شخص خود کافر ہوگیا اسے اور اس کے معتقدین کو اور ساری امت کو یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ بات کفریہ ہے اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ حضرات علماء کرام کا تو شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ دوزخ کے دائمی عذاب سے بچانے کے لیے تنبیہ کرتے ہیں۔ مگر اہوں کا عجیب حال ہے کہ شکریہ کے بجائے کافر گری کا شکوہ لیے پھرتے ہیں،

کتابتِ حدیث

فتنۂ انکارِ حدیث کے داعی بڑے شد و مد کے ساتھ یہ بات بھی اٹھاتے ہیں۔ کہ احادیث شریفہ اس لیے محفوظ نہیں کہ ان کی کتابت کا انتظام نہیں تھا، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تین سو سال کے بعد حدیث کی کتابیں لکھی گئیں، اس سے پہلے حافظہ پہ مدار تھا۔ اتنا بڑا ذخیرہ حافظہ میں کیسے رہ سکتا ہے،؟

اول تو ان لوگوں کا یہ کہنا ہی غلط ہے۔ کہ حدیث کی کتابت زمانۂ نبوت میں نہیں تھی، ان لوگوں کے اس جاہلانہ دعوی کی تردید میں بہت سے علماء نے کتابیں لکھی ہیں، اور کتب حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ عہد نبوت اور عہد صحابہ میں اور ان کے بعد حدیث کی کتابت ہوتی رہی ہے[1]،

---

[1] تفصیل کے لیے کتابت حدیث عہد صحابہ میں (از مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہ) کا مطالعہ فرمائیں،

صحیح بخاری کتاب العلم صـ ۲۲ جلد اول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا منی الا ما کان من عبداللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ احادیث کا روایت کرنے والا کوئی نہیں ہے سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا احادیث شریفہ کو لکھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے تھا۔ مستدرک حاکم ج اول صـ ۱۰۴ میں ہے کہ قریش نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے کہا کہ تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں لکھتے ہو حالانکہ آپ بشر ہیں غصہ ہو جاتے ہیں جیسے اور لوگ غصہ ہوتے ہیں (ممکن ہے کوئی بات غصہ میں ایسی نکل جائے جس کو روایت کرنا مناسب نہ ہو) ان لوگوں کی یہ بات سُن کر حضرت عبداللہ بن عمرو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور قریش کی بات نقل کی، آپ نے اپنے دونوں مبارک لب ہلائے اور فرمایا کہ ..... والذی نفسی بیدہ ما یخرج مما بینھما الا حق فاکتب۔ (یعنی قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دونوں ہونٹوں سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، لہٰذا تم لکھا کرو)

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ..... قیدوا العلم بالکتاب (یعنی علم کو لکھ کر مقید کر لو) نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ الفاظ مروی ہیں[1]۔

[1] مستدرک حاکم جلد اول صـ ۱۰۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی احادیث لکھا کرتے تھے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے شاگردوں کو نقل کرنے کے لیے اپنی بیاضیں دے دیا کرتے تھے[1]

حدیث کی کتابت کرنا اور دوسروں کو املاء کرانا پھر اس کو آگے روایت کرنا عہد صحابہ اور تابعین میں برابر جاری رہا۔ بشیر بن نہیک کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سن کر ایک کتاب لکھی، پھر عرض کیا کہ میں اس کی آپ کی طرف سے روایت کروں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں روایت کرو، حضرت عبیداللہ بن عمر حضرت زہری کے پاس ایک کتاب لے کر آئے اور فرمایا کہ یہ آپ کی روایت کردہ احادیث ہیں، کیا میں ان کو آپ کی طرف سے روایت کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں روایت کرو[2]

پھر تابعین کے دور ہی میں حدیث کی بہت سی کتابیں لکھی گئیں حتیٰ کہ صحاح ستہ کے مؤلفین کا دور آ گیا،

منکرین حدیث کے اس دعوی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کہ احادیث کی کتابت بعد میں ہوئی ہے ہم نے یہ چند حوالے لکھ دیئے ہیں، تاکہ جو لوگ اس سے متاثر ہیں اپنی جانوں کی ان کی گمراہیوں سے حفاظت کر لیں۔ ورنہ ہمارے نزدیک اس بات میں کوئی وزن نہیں، کہ جس علم کی کتابت نہ ہو وہ محفوظ نہ رہے، ہمارے نزدیک کسی چیز کے یاد رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ اس کو یاد کر لینا ہی ہے۔ سند کے ساتھ سلف سے خلف تک جو بات حفظ کے ذریعہ منتقل

---

[1] مستدرک حاکم جلد سوم ص ۵۷۳۔ [2] کتاب العلل للترمذی

ہوتی ہے وہ لکھی ہوئی چیز کے بنسبت زیادہ محفوظ رہتی ہے بشرطیکہ حافظہ صحیح ہو، پھر حفظ کے ساتھ اگر کتابت بھی ہو جائے تو مزید پختگی ہو جاتی ہے، آج کل کے لوگ ایک تو حضرات محدثین کرام کے حافظہ کو اپنے حافظہ پر قیاس کر لیتے ہیں۔ (اپنا یہ حال ہے کہ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ ابھی ابھی جو نماز پڑھی تھی اس میں سورۃ فاتحہ کے بعد کون سی صورت پڑھی) دوسرے ان کے ذہن میں یہ بات نہیں کہ حضرات صحابہ کرام نے احادیث کو زبانی یاد کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پوری زندگی میں اس طرح رچا اور بسا لیا تھا کہ یہ حضرات آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات کا عملی نمونہ بنے ہوئے تھے۔ تابعین نے بھی انہی نمونوں کو دیکھ کر اپنی زندگیوں کو اُن پر ڈھالا۔ اور احادیث شریفہ بذریعہ روایت (سند کی کڑی پابندیوں کے ساتھ) اور بذریعہ تعامل محفوظ ہوتی چلی گئیں۔ یہ دونوں طریقے احادیث نبویہ کی حفاظت کے لیے کافی تھے۔ اور ان دونوں طریقوں کے ساتھ کتابت بھی ہوتی رہی۔ پھر بھی منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ...... احادیث معتبر نہیں کیونکہ کتابت بعد میں ہوئی عناد اور ضد کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

ان سے ہمارا سوال ہے کہ قرآن مجید کو تم محفوظ بتاتے ہو، یہ تو بتاؤ کہ یہ مکمل کتاب لکھ کر کب سامنے آئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ایک جگہ جمع شدہ مرتب بصورت کتاب وجود میں آیا ہی نہیں، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں صرف ایک نسخہ مرتب کرا کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ ان کے بعد وہ نسخہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ ان کے بعد ان کی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس رہا۔ پھر حضرت عثمان رضی

نے اپنے زمانہ خلافت میں متعدد مصاحف لکھوائے، اور ایک ایک مصحف مملکت کے مختلف اطراف میں بھیج دیا۔[۱] (رضی اللہ عنہم اجمعین)

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً بیس سال بعد تک قرآن مجید صرف بذریعہ حفظ ہی محفوظ رہا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی اصل حفاظت حافظہ ہی سے ہے۔ اسی حفظ کی برکت ہے کہ وہ اپنی اصل اس عبارت میں محفوظ ہے جو عبارت خدائے پاک کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ اگر صرف کتابت پر مدار رہتا تو اندیشہ تھا کہ وہی حال ہو جاتا جو ان کتب کا ہوا جن کے حامل یہود و نصاریٰ تھے۔ یہ لوگ بیشمار زبانوں میں ترجمے تو شائع کر چکے ہیں۔ لیکن سب کچھ ترجمہ در ترجمہ ہے اصل کتاب سے محروم ہیں، اور چونکہ مدار کتابت پر ہے اس لئے حسب موقع اس میں کمی بیشی بھی کر لیتے ہیں جو لوگ محض کتابت کو ذریعہ حفاظت بتاتے ہیں تعجب ہے کہ اہل کتاب سے عبرت حاصل نہیں کرتے، کوئی یہودی یا نصرانی اپنی سند کے ساتھ بالکل یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ میرے پاس جو کتاب ہے بعینہ وہی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام یا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی۔

کیسی ناانصافی کی بات ہے کہ بقول منکرین حدیث قرآن مجید تو حضرات صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے حضرات یاد رکھیں اور اس کی حفاظت کا مدار کتابت پر نہ رکھیں۔ لیکن احادیث شریفہ کو بھول جائیں، جبکہ ان کے نزدیک حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اور ان کے

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹۳ از بخاری۔

نفوس علم و عمل کا سنگم تھے۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ منکرین حدیث کو قرآن پہ چلنا منظور ہی نہیں ہے جھوٹی باتیں تراش کر مسلمانوں میں بے دینی پھیلانے پر کمر باندھ رکھی ہے،

منکرین حدیث کا طریقہ

منکرین حدیث کا طریقہ ہے کہ خود ساختہ افکار و نظریات کو مسلمانوں میں پھیلانے کے لیے قرآن مجید کا سہارا لیتے ہیں، جو نظریات ان کو مغربیت زدہ مرشدوں نے بتائے ہیں اور جو سبق ان کو یہود و نصاریٰ نے پڑھائے ہیں ان کو قبول کرنے کے بعد قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ جہاں اپنے خیال فاسد میں کسی لفظ قرآنی کا ترجمہ اپنے جاہلانہ نظریات کے مطابق معلوم ہوا (خواہ عربیت کے لحاظ سے وہ ترجمہ غلط ہی ہو) بس آیت لکھی اور ترجمہ تراشا، اور آٹھ دس صفحات سیاہ کر ڈالے، اور بیچارے اسکولوں اور کالجوں کے پڑھنے پڑھانے والوں کو جو علماء سے دور ہیں یہ سمجھا دیا کہ دیکھو آیت سے ہمارا فلاں نظریہ ثابت ہو گیا ارے ظالمو! قرآن سے کہاں ثابت ہوا، قرآن کو اپنے نظریہ کے مطابق ڈھالنے کی ملحدانہ کوشش کی گئی ہے ان لوگوں کا مقصود قرآن پر چلنا نہیں ہے۔ قرآن کو اپنے نظریات کا تابع بنانا چاہتے ہیں۔

تعجب ہے ان لوگوں پر جو ان کی کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے مضامین کو قبول کرتے ہیں۔ اور انہوں نے جو قرآن کی تحریف کی ہے اس سے خوش ہوتے جبکہ یہ لوگ دوزخ کی طرف بلا رہے ہیں

قرآن مجید میں ملحدوں کو تنبیہ

جو لوگ زیغ اور گمراہی کا شکار ہیں قرآن مجید کے معانی و مفاہیم اپنی طرف سے بیان کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں لوگوں کو تنبیہ کی ہے، چنانچہ سورۃ حٰمٓ سجدہ میں ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ط[1]

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ لوگ ہم پہ پوشیدہ نہیں ہیں سو بھلا جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے، یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن و امان کے ساتھ آئے،

آیت قرآنیہ میں کجروی اختیار کرنے والوں کو اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے اور ان کا انجام بھی بتایا گیا ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے عقائد و اعمال کی جزاء پائے گا، زیغ و ضلال والے دوزخ میں اور اہل ایمان جنت میں ہونگے،

مسلمانوں کی خیر خواہی

مسلمانوں کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ منکرین حدیث اور تمام فتنہ گروں سے بچیں اور ان کے لٹریچر سے دور رہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اِنَّ السَّعِیْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ (نیک بخت

---

[1] سورۂ حٰمٓ السجدہ ع ۵

وہ ہے جو فتنوں سے بچا دیا گیا) تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا[۱]۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاءُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ[۲]۔

"آخر زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ہوں گے، جو تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئیں گے جو نہ تم نے سُنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادوں نے پس تم اپنے کو ان سے بچانا، اور ان کو اپنے سے بچانا، وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔"

گمراہوں کے پاس جانا اور ان کی کتابیں پڑھنا ان کی گمراہی قبول کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔

مُلّا سے بغض اور عناد

جتنے بھی اہل باطل ہیں ان کو حضرات علماء حق سے بہت زیادہ چڑ ہے۔ ان کا بس چلے تو ان کو کچا کھا جائیں، مُلّا کہہ کر ان کی تحقیر کی جاتی ہے، اور امت کا جو اُن پر اعتماد ہے اسے دور کرنے کے لیے بڑی بڑی محنتیں کرتے ہیں اور مضامین لکھتے ہیں، لیکن انہیں پتہ نہیں کہ یہ مُلّا ختم ہونے والا نہیں ہیں اور نہ اس کی آواز دبنے والی ہے، یہ مُلّا حضرات ہی ہیں جو حامل قرآن اور عامل بالقرآن ہیں۔ جنہوں نے عہد نبوت سے لے کر آج تک قرآن کی حفاظت کی ہے، اور قرآن

---

[۱] سنن ابوداؤد صفحہ ۲۳۳ ج ۲ [۲] از مسلم ۱۲ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۸

کی تحریف کرنے والوں کی خیانت اور ضلالت سے ہمیشہ امت کو باخبر کیا ہے اور ان کی تحریفات کی تردید کی ہے،

یہ مُلّا چونکہ کسی ملحد و زندیق کی باتیں چلنے نہیں دیتا اس لیے جتنے ملحدین وجود میں آئے ہیں (جن میں منکرین حدیث بھی ہیں) ان کا پہلا کام یہ رہا ہے کہ مُلّا کو گالیاں دیں اور ان کی پگڑی اچھالیں، حالانکہ مُلّا کا جو دین ہے وہی قرآن وحدیث والا دین ہے اور اسی میں نجات ہے، اس بات کا اعلان کرنے میں ہم ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے اور بلا خوف لومۃ لائم ڈنکے کی چوٹ عرض کرتے ہیں کہ جس کسی کو بھی اخلاص اور ایمانداری کے ساتھ قرآن پر چلانا منظور ہوگا وہ حدیث کو بھی ماننے پر مجبور ہوگا اور مُلّا نے جو دین بتایا ہے وہی اُسے اختیار کرنا ہوگا۔ بس اب ہم رخصت ہوتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ ہر مسلمان کو ملحدوں اور زندیقوں سے بچائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

ما نصیحت بجائے خود کردیم
روزگارے دریں بسر بردیم

گر نیاید بگوش رغبت کس
بر رسولاں بلاغ باشد وبس

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ واحزابہ اجمعین۔

العبد

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ
محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہٗ المدینۃ المنورہ









ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور

فون ۷۳۲۴۴۱۲، -فیکس ۹۲-۴۲-۷۳۲۴۷۸۵

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان

فون ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ موہن روڈ

چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

E mail:idara@brain.net.pk